

## حدیث استخارہ اور استنباط مسائل

حافظ عنایت اللہ \*

### ABSTRACT:

The chain of prophets (AS) started from Adam (AS) and finished on Muhammad (SAW). Due to the greatest love for his Ummah the Prophet (SAW) remained anxious about his Ummah that his Ummah should remain safe from persecution of the world hereafter and become stander able to Jannat.

Therefore, Muhammad (SAW) told to his Ummah those actions and prayers, by their regularity the connection of creature to the creator become the strongest. Moreover, he has guided about those matter which are related to future betterment and to avoid of loss. For the betterment of future, the action which Holy prophet (SAW) told is known as Istikhara. About this matter the Hadith which Holy prophet (SAW) has told is known as Hadith-i-Istikhara.

In this very Hadith Holy prophet (SAW) told about two Rakat Salaat-e-Istikhara and the procedure of Dua-e-Istikhara to his Ummah.

It is concluded by pondering over the words of Dua-e-Istikhara that these words contain many issues and explanation. Each word shows the power, control and knowledge of Allah and shows the weakness and helplessness of man.

خلاصہ:

امت سے بے پناہ شفقت کی بناء پر آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ امت عذابِ اخروی سے بچ کر جنت کی مستحق بن جائے۔ اسی لیے آپ نے امت کو وہ اعمال اور موقع و محل کی دعائیں بتلائیں کہ جس کی پابندی کرنے سے مخلوق کا تعلق خالق سے مضبوط تر ہوتا رہے اس کے علاوہ آپ نے ایسے امور کے متعلق بھی امت کی رہنمائی فرمائی جس کا تعلق مستقبل کی بہتری حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے سے متعلق ہو۔ اس کے لیے آپ نے جو عمل بتلایا اس کو عملِ استخارہ کہتے ہیں اور اس بارے میں جو آپ نے حدیث بیان فرمائی اس کو حدیثِ استخارہ کہتے ہیں۔ اس حدیث میں آپ نے امت کو دو رکعت صلاة الاستخارہ پڑھ کر دعائے استخارہ مانگنے کا طریقہ بتلایا۔

\* ڈاکٹر، لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج نمبر 1، ڈی آئی خان، drinayat65@yahoo.com

## حدیث استخارہ اور استنباط مسائل:

اللہ تعالیٰ نے حضور گورحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ انسانیت کے لیے عموماً اور اپنی امت کے لیے خصوصاً بڑے شفیق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آپ اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت اور مجسم رحمت ہیں: بالمؤمنین رثوف الرحیم (۱)۔

امت پر اسی بے پناہ شفقت کی بناء پر حضور نے اہل ایمان کو استخارے کی تعلیم دی ہے تاکہ وہ اپنے امور میں صلاح و فلاح سے فیضیاب ہوں اور اس بابرکت عمل سے استفادہ کر سکیں اور یہ کہ تمام حالات میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہے۔ اس بارے میں استخارہ کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک یہ ہے:

عن جابر بن عبد اللہ قال: كان النبي ﷺ يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كالسورة من القرآن يقول: اذاهم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم يقول: اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب، اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري، او قال: في عاجل امري وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري، او قال: في عاجل امري وآجله، فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به، قال: ويسمى حاجته (۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ میں تمام معاملات میں استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفل نماز ادا کرنی چاہیے، پھر یہ دعا مانگنی چاہیے:

اے اللہ بے شک میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں، تیری ہی قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل میں سے کچھ فضل و کرم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو، تو بے شک (ہر کام کی) قدرت رکھتا ہے (جبکہ) میں (کسی کام کی از خود) قدرت نہیں رکھتا تو، تو (سب کچھ) جانتا ہے اور میں (کچھ بھی) نہیں جانتا اور تو ہی غیب کی تمام باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے حق میں میرے دین، میری دنیاوی زندگی اور میرے انجام کار کے اعتبار سے میری دنیوی اور آخری زندگی کے لحاظ سے میرے حق میں بہتر ہے تو، تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دے۔ اسے میرے لیے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین و دنیا اور انجام کے لحاظ سے میری دنیوی اور آخری زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں برا ہے تو، تو اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جہاں (جس وقت اور جس کام

میں) میرے لیے خیر ہو وہ میرے لیے مقدر کر دے اور پھر مجھے اس کام کے ساتھ راضی بھی رکھ (راوی کہتے ہیں کہ) اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

حدیث استخارہ سے مستنبط ہونے والے مسائل:

استخارۃ والی حدیث بہت سے مسائل اور عام فوائد پر مشتمل ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) صلوٰۃ استخارہ کا مشروع ہونا اور اس کے بعد دعا کا ہونا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۲) نبی ﷺ کا اپنی امت کے لیے استخارہ کا اہتمام کرنا، ان پر شفقت کرنے اور ان کو دین و دنیا اور آخرت کی اچھائیوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث استخارہ کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر شفقت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فی الحدیث شفقة النبی ﷺ علی امتہ وتعلیمہم جمیع ما ینفعہم فی دینہم ودنیائہم (۳)

حدیث استخارہ میں حضور ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا اظہار ہے اور اس میں انہیں اپنے دین و دنیا کے سارے امور میں فائدہ پہنچانے والی چیزوں کی تعلیم ہے۔

(۳) حدیث میں راوی کا یہ قول: کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا: عام ہے اور تمام امور پر مشتمل ہے جیسے کہ علامہ یعنی فرماتے ہیں:

ان کے قول فی الامور کلھا کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سارے معاملوں میں، کیونکہ بے شک مومن اپنے سارے معاملات کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دینا پسند کرتا ہے اور اس کی جناب میں اپنی طاقت اور قوت سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔ (۴) یہاں امور سے مراد ہے امور مباح یعنی جائز امور میں استخارہ، کیونکہ واجب اور مستحب کے کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جاتا اور اسی طرح حرام اور مکروہ امور کے چھوڑنے میں بھی استخارہ نہیں ہوتا، ہاں اگر مستحب امور میں دو امر متعارض ہو جائیں تو جس سے ابتدا کرے جائز ہے۔

جہاں تک حدیث کے عموم کا تعلق ہے تو یہ عظیم امور کو بھی شامل ہے اور حقیر امور کو بھی، کیونکہ بہت سے حقیر امور ایسے ہیں کہ ان پر ایک عظیم بات مرتب ہو جاتی ہے اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ کسی امر کو حقیر ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے کہ پھر اس کے اندر استخارہ چھوڑ دے کیونکہ حقیر امور کے بارے میں استخارہ چھوڑنے سے عظیم ضرر ہو سکتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیسأل احدکم ربہ حتیٰ فی شسع نعلہ (۵)

چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے سوال کرے یہاں تک کہ اپنے جوتے کے تسمے کے لیے بھی۔

(۴) قوله: كما يعلمنا السورة من القرآن

اس سے استخارہ کی اہمیت پر تشبیہ کی گئی ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے کہ یہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔ علامہ عینیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس میں استخارہ کے امر کے اہتمام کی طرف دلیل ہے اور اس میں استخارہ کی تاکید صحیحی جاتی ہے کہ وہ پسندیدہ عمل ہے۔ (۶) اسی طرح مولا علی قاری، شوکانی اور مبارکپوری وغیرہم نے بیان کیا ہے (۷) اس حدیث میں استخارہ کی تعلیم کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات شدت اہتمام اور کمال توجہ کو واضح کرتی ہے۔

علامہ ابن حجر اس کی یہ تشریح کرتے ہیں:

اس میں اس دعا کی طرف اور اس نماز کی طرف مکمل توجہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے حضور ﷺ نے ان دونوں کو فریضہ اور قرآن کا رنگ دے دیا تشبیہ کی وجہ ان تمام باتوں میں احتیاج کا ہونا ہے جیسے کہ قرآن کی سورت سیکھنے میں احتیاج ہے ویسے یہاں استخارہ کے سیکھنے میں بھی احتیاج ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں آچکا ہے تشہد کے بارے میں کہ یہ تشبیہ بھی ایسی ہو۔ (۸)

علمنی رسول اللہ ﷺ وكفى بين كفيه التشهد كما يعلمني السورة من القرآن (۹)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا جیسا کہ آپ نے مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دی۔

اور ان سے ایک روایت یہ بھی ہے: اخذت التشهد من فم رسول الله ولقننيه كلمة كلمة (۱۰)

میں نے رسول ﷺ کے منہ مبارک سے لیا یعنی سنا اور آپ نے مجھے اس کی تلقین کی ایک ایک کلمہ کر کے۔

امام ابن ابی جرمہ فرماتے ہیں کہ سورت قرآن اور استخارہ کی مشابہت کی وجوہات حسب ذیل ہو سکتی ہیں۔

i- قرآن مجید کی طرح دعائے استخارہ کے حروف اور ترتیب کو محفوظ رکھا جائے اور ان میں کوئی رد و بدل نہ کیا جائے۔

ii- قرآن کی طرح دعائے استخارہ میں الفاظ کی کمی بیشی نہ کی جائے۔

iii- استخارہ کی تعلیم عام سورت کی طرح فرض نہیں ہے۔

iv- قرآن کی طرح استخارہ کو پوری پوری اہمیت دی جائے، اس کی برکت کو ایک حقیقت سمجھا جائے اور اس کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

v- قرآن اور استخارے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے سے بنے ہیں۔

vi- قرآن کی طرح استخارے کو پڑھایا جائے اور اس کی محافظت کی جائے تاکہ بھول نہ جائے۔

ابن ابی جرمہ کا موقف یہ ہے کہ ان وجوہ میں سے ساری وجوہ بھی ہو سکتی ہیں اور چند ایک بھی اور اس سے زیادہ بھی

ممکن ہیں (۱۱) بہر حال ان تمام باتوں کے علاوہ اور باتوں کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم  
(۵) قولہ ﷺ اذ اھم احد کم الامر: جب ارادہ کرے تم میں سے کوئی کسی کام کا لغت میں ھم کے معنی اس ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو (۱۲)

ارادہ سے مراد نکاح کا ارادہ، سفر کا یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے کرنے اور چھوڑنے کا ارادہ کرنا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث ابن مسعودؓ کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ھم کی جگہ ارادہ کا لفظ آیا ہے۔ ھم کے معنی ارادہ کرنے کے لیتے ہیں۔ (۱۳)  
شیخ الساعاتی کا خیال ہے کہ ھم سے یہاں مراد عزم ہے کیونکہ ھم کسی کام کے کرنے کے قصد کا آغاز ہے اور عزم کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے دیر تک رہنے والا قصد ہے اور ساتھ ہی اس چیز کے حصول کی رغبت بھی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا عزم کرے کہ جس میں وہ خیر کا پہلو نہ جانتا ہو (۱۴) ابن ابی جرہہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دل پر آنے والی باتیں اس کے کئی درجے ہیں (الف) ہمت، (ب) لمت، (ج) خطرہ، (د) نیت، (ہ) ارادہ، (و) عزیمت۔ پہلی تین پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا، بخلاف آخری تینوں پر کہ ان پر ہوتا ہے۔ پس اس کے قول ”اذ اھم“ جب ارادہ کرتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس پہلے حال پر جو دل پر وارد ہوتا ہے پس اس میں استخارہ کرتا ہے پس اس پر نماز اور دعا کی برکت سے جو بہتر بات ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ جب بات اس کے ہاں پختہ ہو جاتی ہے اور اس میں اس کی عزیمت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کی طرف میلان اور محبت ہو جاتی ہے۔ پس بوجہ اس کی طرف میلان کے غلبہ کے صحیح بات کے پوشیدہ ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ (۱۵) ابن ابی جرہہ آگے فرماتے ہیں:

ویحتمل ان یکون المراد بالھم العزيمة (۱۶) اور ھم سے عزیمت مراد ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

کیونکہ استخارہ تو صرف اس خیال پر کیا جاسکتا ہے کہ جس کے کر گزرنے کا عزم ہو۔

(۶) قولہ ﷺ فلیدر کع رکعتین: پس ضرور وہ ادا کرے دو رکعتیں۔

یہ دو رکعت نماز نفل بنیت استخارہ پڑھنا یہ کم سے کم تعداد دو رکعت ہے کہ جو حصول مقصد کے لیے مطلوب ہے۔

کیونکہ ایک رکعت سے نماز نہیں ہوتی البتہ زیادہ رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۷) قولہ ﷺ من غیر الفریضة: فرض کے علاوہ میں سے (نماز نافلہ میں سے)

نماز نافلہ جیسے کہ نماز تحیة المسجد یا نماز تحیة الوضو ہے۔ یہ نماز استخارہ اوقات مکروہہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

غیر الفریضہ کی شرط اس وضاحت کے لیے ہے کہ استخارے کی ان دو رکعتوں کو فجر کی دو رکعتوں سے الگ سمجھا جائے اسی طرح فجر کی دو سنتوں کو دعائے استخارہ مانگ لینے سے نماز استخارہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں علامہ

ابن حجر نے اس کی وضاحت کی ہے (۱۷)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ استخارہ کے نفل، فرض، سنت اور مخصوص نفل نمازوں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ کے بعد محض دعائے استخارہ پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوتی لہذا الگ طور پر استخارہ کی نیت سے یہ نفل نماز پڑھنی چاہیے (۱۸) اور یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نماز تطوع اور نافلہ کہنے کی بجائے ”من غیر الفریضة“ کہہ کر تعارف کرانے میں حکمت اور مصلحت یہ ہو کہ یہ نماز کو فرض نہیں تاہم اہم ضرور ہے۔

(۸) قولہ ﷻ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ:

اے اللہ میں تجھ سے ان دواؤں میں سے جو بہتر ہے طلب کرتا ہوں یا میں تجھ سے بہتر اور بہتری کو طلب کرتا ہوں۔ شیخ مبارک پوری نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں تجھ سے اس بات کا بیان کرنا طلب کرتا ہوں کہ کون سی چیز میرے حق میں بہتر ہے۔ (۱۹)

(۹) قولہ ﷻ بَعْلَمُکَ: ساتھ تیرے علم

اس میں ب تعلیل کے لیے ہے یعنی تحقیق تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔

ملاً علی قاری فرماتے ہیں۔ بسبب تیرے علم کے اور مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے کرنے اور چھوڑنے کے دو کاموں میں سے بہتر کام کے لیے اپنے شرح صدر کی درخواست کرتا ہوں کیونکہ تیرا علم تمام امور کی کیفیات اور ان کی کلیات و جزئیات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ انہی صفات کا مالک ہی درحقیقت بہتر کا احاطہ کر سکتا ہے (۲۰)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ب استعانت کے لیے ہو، مراد یہ ہوگی کہ میں تجھ سے تیرے علم کا سہارا لے کر اور اسی کا واسطہ دے کر طلب خیر کرتا ہوں۔

(۱۰) قولہ ﷻ اَسْتَغِیْرُکَ: میں قدرت طلب کرتا ہوں تجھ سے۔

میں تجھ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کام کے کرنے کی قدرت دے دے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لیے اس کام کا کرنا مقدر کر دے یعنی مراد ہے آسان کر دے جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (۲۱)

(۱۱) قولہ ﷻ بِقَدْرَتِکَ: تمہاری قدرت کے ساتھ

یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری قدرت سے اس لیے کہ تو زیادہ قدرت والا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعانت کی ہو یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری مدد سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٰہَا وَ مَرْسِنٰہَا“ (۲۲)

یعنی میں تیرے علم سے مدد حاصل کرتے ہوئے خیر طلب کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کس چیز میں میری بہتری ہے اور طلب کرتا ہوں تجھ سے قدرت کیونکہ لاجول ولاقوۃ الا بک۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ باستعطاف کی ہو یعنی شفقت

اور مہربانی طلب کرنے کے لیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ”انعمت علی“ میں ہے (۲۳)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے بوجہ تیرے علم محیط اور تیری قدرت کاملہ کی وجہ سے استخارہ کرتا ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ بسبب علمک یعنی تیرے علم کے سبب سے اور معنی یہ ہوں گے کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں تیرے علم کے سبب کہ مجھے شرح صدر ہو جائے خیر الامرین یعنی ان دو اموروں میں سے جو بہتر ہے۔ کیونکہ ان امور کی کیفیات، ان امور کی جزئیات اور ان امور کی کلیات سب پر تیرا علم محیط ہے کیونکہ ان امور میں سے جو بہتر امر ہے اس کا احاطہ حقیقت میں تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وعسى ان تکر هوا شيئاً وهو خير لکم وعسى ان تحبوا شيئاً وهو شر لکم واللہ يعلم وانتم لا تعلمون (۲۴)

(۱۲) قوله ﷺ: واسئلك من فضلك العظيم: میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل عظیم میں سے کچھ فضل کا ملأ علی قاری فرماتے ہیں: ای تعیین الخیر وتبیینہ وتقديرہ وتيسيره واعطاء القدرة لی عليه (۲۵)

یعنی میں تیرے عظیم فضل و کرم سے خیر کو متعین کرنے، اس کو واضح کرنے، اس کو میرے لیے مقدر کر دینے، اس کی آسانی پیدا کرنے اور اس پر مجھے قدرت عطا کر دینے کا سوال کرتا ہوں۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا یہ اس کا فضل ہے کسی کا حق نہیں ہے اور اسی طرح اس کی نعمتوں میں کسی کا اس پر حق نہیں ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے جیسا کہ خلیل احمد سہارنپوری نے اس کی وضاحت کی ہے۔ (۲۶)

(۱۳) قوله ﷺ فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب:

پس بے شک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں تو قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور آپ علام الغيوب ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ علم اور قدرت اکیلے اللہ ہی کے لیے ہے اور بندہ کے لیے اس میں سے وہی کچھ ہے جو اللہ اس کے لیے آسان کر دے اور دعا کا جو مقام ہے وہ اسی کے لائق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ان اللہ يحب الملحین

فی الدعاء (۲۷)

بیشک اللہ تعالیٰ دعا میں الحاج یعنی بار بار پڑھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے اور تمام قدرتوں اور طاقتوں سے برأت کا اظہار کرنے اور کسی چھوٹے اور بڑے امر کا ارادہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ اس کو بہتر عمل پر آمادہ کرے اور برے عمل کو اس سے ہٹا دے اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار کرے اور اپنی بندگی کا اظہار کرے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے استخارہ کرے۔

(۱۴) قوله ﷺ: اللهم ان كنت تعلم ان هذه الامر: ان كنت تعلم: اگر تو جانتا ہے، یقیناً تو جانتا ہے۔

یہاں ان (اگر) کے ہوتے ہوئے اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ بے شک تو جانتا ہے اور کلام کو شک کے محل میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ کی طرف تفویض اور اس معاملے میں اس کے علم کے ساتھ راضی رہنے کے معنی پیدا ہو سکیں۔ اس کو اہل بلاغت تجاہل عارفانہ کہتے ہیں اور شک کی آمیزش کلام میں یقین کے معنوں میں ہوتی ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں شک اللہ کے اصل علم کے بارے میں نہیں بلکہ انسان کے اپنے خیر و شر جاننے کے بارے میں ہے۔ (۲۸)

ہذا الامر: اس معاملے میں مراد یہ ہے کہ ہذا الامر کی جگہ زبان سے اس کام کا ذکر کرے مثلاً ہذا الزکاح، ہذا البیع اور ہذا السفر وغیرہ کہے یا اپنے دل میں اس کام کا خیال لائے۔

(۱۵) قولہ ﷺ: خیر لی فی دینی ومعاشی و عاقبہ امری، او قال: فی عاجل امری و آجلہ

حافظ عقلمانی فرماتے ہیں کہ یہاں راوی کو اس میں شک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فی دینی و معاشی و عاقبہ امری تینوں الفاظ کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ فرمایا تھا یا صرف آخری دو لفظوں معاشی و عاقبہ کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ حدیث ابی سعید الخدریؓ اور حدیث ابن مسعودؓ میں عاقبہ امری پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس طرح حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات میں بھی اس نوعیت کا کوئی شک واقع نہیں ہوا۔ (۲۹) کرمانی فرماتے ہیں کہ چونکہ یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے لہذا عامانگنے والے کو یہ دعائیں بار مانگ لینی بہتر ہوگی۔ پہلی دفعہ فی دینی و معاشی و عاقبہ امری کہنا چاہیے۔ دوسری دفعہ فی عاجل امری و آجل امری اور تیسری دفعہ فی دینی و عاجلی آجلی کہہ لینا چاہیے۔ (۳۰)

شیخ حسن شرنبلالی کہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کو اکٹھا کر لینا چاہیے پس عاقبہ امری و عاجلہ و آجلہ کہنا چاہیے۔ (۳۱)

یہاں دین کو مقدم کیا کیونکہ تمام امور میں یہی اہم ہے پس جب دین محفوظ ہوگا تو خیر حاصل ہوگی لیکن جب دین مختل ہوگا تو اس کے بعد کوئی خیر نہیں۔

(۱۶) قولہ ﷺ: فاقد رہ لی، ویسرہ لی، ثم بارک لی فیہ

پس تو مقدر کر دے اسے، میرے لیے اس کو آسان بنا دے پھر میرے لیے اس میں برکت دے دے۔

اس حدیث میں قدر کا ذکر دو بار آیا ہے اور یہ عبارت ہے اس سے کہ جس کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے اور جس امر کا حکم اللہ نے کیا ہے۔ اور یہ مصدر ہے قدر یقدر قدراً، قدراً بھی ہے اور قدر بھی (دال ساکن کے ساتھ) اسی لفظ میں سے لیلۃ القدر کا لفظ ہے کہ جس کے اندر لوگوں کے ارزاق مقرر کیے جاتے ہیں اور فیصلہ کیا جاتا ہے اور اسی سے حدیث استخارہ ہے بعض کہتے ہیں اس کے معنی یسرہ لی عنی میرے لیے اسے آسان کر دے، ہے پس اس کے بعد آنے والا قول عطف تفسیری



ہوگا۔ ثم بارک لی فیہ یعنی زیادہ کر تو اچھائی کو اور برکت کو جو تو میرے لیے مقدر کرے اور آسان کرے۔

(۱۷) قولہ ﷺ: فاصرفه عني واصرفني عنه: پس (شرکو) تو پھیر دے مجھ سے اور تو پھیر دے مجھے اس (شر) سے۔ یعنی میرے اور اس شر کے درمیان میں دوری پیدا کر دے مجھے اس کے کرنے کی طاقت نہ دے اور میرے لیے اس کے کرنے اور عملی جامہ پہنانے میں دشواری اور مشکل پیدا کر دے۔ واصرفني عنه اس میں قول فاصرفه کی تاکید ہے کیونکہ انسان شر سے دور نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اس شر سے دور نہ کر دیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ فاصرفه سے یہ مراد لی جائے کہ مجھے اس کے کرنے کی قدرت نہ دی جائے اور اصرفني عنه سے مراد یہ ہوگی کہ میرے دل کو اس شر سے پھیر دے یہاں تک کہ دل بھی اس میں مشغول نہ رہے۔

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ ان جملوں میں جس بات میں بھلائی نہ ہو تو اس سے پھیر دینے کے تمام پہلوؤں کی کامل ترین طلب ہے۔ اس میں صرف برائی کو پھیر دینے کی درخواست نہیں کی گئی بلکہ اگر دل بھی اس کے حاصل کرنے کا آرزو مند رہے تو اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہو سکے گا (۳۲)

اس حدیث میں اہل سنت کی یہ دلیل ہے کہ شر بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے کیونکہ جب وہ خیر کی ایجاد پر قادر ہے تو اس کے پھیرنے پر بھی ضرور قادر ہے۔

(۱۸) قولہ ﷺ: رضني به: مجھے راضی کر دے اس کے ساتھ

رضنی کا فعل امر (مصدر) ترضیہ سے بنا ہے اور یہ کسی چیز کو راضی کر دینے کو کہتے ہیں۔ بعض روایات میں رضنی بہ آیا ہے جو رضا (راضی کرنے) سے ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ مجھے شر سے دور ہو جانے اور خیر کے حاصل ہونے پر راضی کر دے۔

قاضی شوکانی فرماتے ہیں: جب انسان کے لیے خیر مقدر ہو جائے اور وہ اس پر راضی نہ ہو تو اس کی زندگی کدر ہو جائے گی اور اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا۔ حالانکہ جس پر وہ راضی نہیں ہو وہ خیر ہی تھا۔ (۳۳)

رضنی بہ یا رضنی بہ میں بہ (اس کے ساتھ) کی بجائے طبرانی کی معجم اوسط میں حدیث ابن مسعود کے مطابق رضنی بقضائك (تو اپنے فیصلے پر مجھے راضی کر دے) اور حدیث ابی ایوب انصاریؓ میں رضنی بقدرتك (اپنی قدرت ہی کے ساتھ مجھ راضی کر دے) کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی ایک حدیث میں رضنی بقدرتك (اپنی قضا و قدرت پر مجھے راضی کر دے) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (۳۴)

(۱۹) ویسمی حاجتہ: اور (استخارہ کرنے والا) نام لے اپنی ضرورت کا:

یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان یعنی حدیث قولی کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ راوی کا قول ہے یہ حاجت کا بیان کرنا دعائیں ہذا الامر کے مقام پر ہوگا۔ حرف مدعا زبان پر لانا چنداں ضروری نہیں پس دل میں استحضار اور نیت میں اس کام کو متعین کر لینا کافی ہوگا۔

امام قسطلانی کا خیال یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے بعد زبان سے اپنی حاجت اللہ کے سامنے بیان کرے یا دعا کے دوران دل میں اپنی حاجت کو متحضر کرے۔ (۳۵)

محدثین نے سنت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ قولی ۲۔ فعلی ۳۔ تقریری

شریعت کے احکام ان تین طریقوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ استخارہ کی حدیث احادیث کی اقسام میں سے حدیث مرفوعہ ہے اور سنت کی اقسام میں سے قولی ہے۔

عمل استخارہ کی اہمیت کے پیش نظر فقہاء امت نے حدیث استخارہ سے موتی نکال کر امت کو دے دیے ہیں اب اگر امت اس کو حرز جان بنا لے تو دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے لیکن اگر بد قسمتی سے اس سے پہلو تہی برتی جائے جیسا کہ ہمارا حال ہے یا جو کچھ ہم اسلام کے اصولوں کے ساتھ ”روشن خیالی“ کے نعروں سے مرعوب ہو کر کر رہے ہیں تو پھر اس کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے پوری دنیا میں امت مسلمہ کی شکست، ظلمت، تاریکی اور ظلم و بربریت، تاریخ رقم کر رہی ہے۔ آج بھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں اور اللہ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقوں کا مذاق اڑانا چھوڑ دیں بلکہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں عمل استخارہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

## مراجع و حواشی

(۱) القرآن: ”سورہ توبہ“ ۹: ۲۸

(۲) امام بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۶ھ، ”الادب المفرد“ المكتبة الاثرية، شیخوپورہ، س ن ص ۱۸۲-۱۸۳

امام بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۶ھ، ”صحیح بخاری“ دار الفکر، بیروت ۱۹۹۴ء

۱۔ کتاب التہجد (۱۹) باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی (۲۵) حدیث (۱۱۶۲)

۲۔ کتاب الدعوات (۸۰) باب الدعاء عند الاستخارة (۴۸) حدیث (۶۳۸۲)

۳۔ کتاب التوحید (۹۷) باب قول اللہ تعالیٰ (قل هو القادر) (۱۰) حدیث (۷۳۹۰)

امام ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی ۲۷۵ھ: ”سنن ابی داؤد“ دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ،

کتاب الصلاة (۲) باب الاستخارة (۵۲۱) حدیث (۱۵۲۴)

امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۷۹ھ: ”سنن ترمذی“ دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ

کتاب الوتر (۳) باب ماجاء فی صلاة الاستخارة (۳۴۳) حدیث (۴۶۳)

امام نسائی، احمد بن شعیب النسائی ۳۰۳ھ: ”سنن نسائی“ دار احیاء التراث العربی، بیروت س ن،

کتاب النکاح (۲۴) باب کیف الاستخارة (۱۶۳۸) حدیث (۳۲۵۸)

امام ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی ۳۷۵ھ: ”سنن ابن ماجہ“ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۹۵ھ،

کتاب الاقامة والسنة فیها (۵) باب ماجاء فی صلاة الاستخارة (۱۸۸) حدیث (۱۳۸۳)

امام احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ: "مسند امام احمد" المكتب الاسلامی، بیروت ۱۳۸۹ھ ج ۳ ص ۳۴۴

ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ: "المصنف فی الاحادیث والآثار" دارالسلفية، ہند ۱۳۹۹ھ، ج ۷، ص ۶۴

ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن محمد الرازی ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ: "الجرح والتعديل" دائرة المعارف العثمانیہ، ہند ۱۲۷۱ھ، ج ۵، ص ۲۹۵

امام بغوی، حسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ھ: "شرح السنة" المكتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۳ھ، ج ۴ ص ۱۵۳  
محمد بن علان الشافعی: "الفتوحات الربانیة على الأذکار النوایة" داراحیاء التراث العربی، بیروت س ن، ج ۳ ص ۳۴۵

البهقی، امام ابوبکر احمد بن حسین البهقی ۴۵۸ھ: "سنن الكبرى" دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۲۴ھ، ج ۳ ص ۵۳ ابن عدی، ابواحمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی: "الکامل فی ضعف الرجال" دارالفکر، بیروت س ن، ج ۴ ص ۳۰۷

ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر الشافعی ۸۵۲: "تهذیب التهذیب" احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۳ھ، ج ۵ ص ۱۸۵

ابن قدامة، شمس الدین ابن قدامی المقدسی: "المغنی والشرح الكبير" دارالکتب العربی، بیروت س ن، ج ۱ ص ۹۷  
تقی الدین، محمد بن احمد الفتوی الحنبلی: "منتہی الارادات" مؤسسه الرسالہ، بیروت ۱۴۱۹ھ، ج ۱ ص ۲۷۶  
النووی، امام ابونذریا محی الدین بن شرف النووی: "کتاب المجموع" داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ، ج ۱ ص ۳۷۷

مولانا محمد ادريس كاندهلوی: "التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح" المكتبة العثمانية، لاهور س ن، ج ۲ ص ۱۱۴

امير علائوالدين على بن بلبان الفارسی ۷۳۰ھ، "الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان" دارالکتب العلمیہ، بیروت س ن، ج ۲ ص ۱۲۳

(۳) ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر الشافعی ۸۵۲ھ: "فتح الباری شرح صحيح البخاری" المكتبة السلفية، مصر س ن، ج ۱۱ ص ۱۸۵

(۴) علامہ عینی، اما بدرالدین عینی: "عمدة القاری" المنیریة، مصر س ن، ج ۱۱ ص ۲۳

(۵) سنن ترمذی، کتاب الدعوات (۴۵) باب (۵۰۸) حدیث (۱۵۳۸)

(۶) عمدة القاری، ج ۷ ص ۲۲۳

(۷) ملا علی قاری، علامہ نور الدین علی بن محمد بن سلطان ۱۰۱۴ھ، "مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح" دارالفکر، بیروت ۱۳۹۸ھ، ج ۳ ص ۴۰۱

الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۰ھ: "نیل الاوطار شرح منتقى الأخبار" دارالجيل، بیروت ۱۹۷۳ء، ج ۳ ص ۸۸

- محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم مبارکپوری: "تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی" دارالکتاب العربی، بیروت س ن، ج ۲ ص ۵۰۶
- (۸) فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۸۵
- (۹) صحیح مسلم، کتاب الصلوة (۴) باب التشهد فی الصلوة (۱۸۱) حدیث (۹۰۱)
- (۱۰) الطحاوی، امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی: "شرح معانی الآثار" الانوار المحمدیہ، مصر س ن، ج ۱ ص ۲۶۲
- (۱۱) ابن ابی جمرة، امام العارف ابی محمد عبداللہ بن ابی جمرة الازدی الاندلسی ۵۰۹۷ھ: "بہجة النفوس شرح مختصر صحیح بخاری" دارالجيل، بیروت ۱۹۷۲ء، ج ۲ ص ۸۷
- (۱۲) راغب اصفہانی، ابی القاسم الحسین بن محمد بن المفضل ۵۰۲ھ: "المفردات فی غریب القرآن"، دارالمعرفت، بیروت س ن، ص ۱۲۰
- (۱۳) فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۸۵
- (۱۴) شیخ احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی: "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی" مصطفی البابی، مصر ۱۳۵۵ھ، ج ۵ ص ۴۶
- (۱۵) بہجة النفوس، ج ۲، ص ۸۸
- (۱۶) بہجة النفوس، ج ۲، ص ۸۸
- (۱۷) فتح الباری، ج ۱ ص ۱۵۴
- (۱۸) نیل الاوطار، ج ۳ ص ۸۳
- (۱۹) شیخ ابوالحسن عبیداللہ مبارکپوری: "مرعاة المفاتیح" نامی پریس لکھنؤ، دہلی ۱۳۷۸ھ، ج ۲ ص ۲۴۷
- (۲۰) مرقاة المفاتیح، ج ۳ ص ۲۰۶
- (۲۱) امام شہاب الدین قسطلانی: "ارشاد الساری" الامیریہ بولاق، مصر س ن، ج ۹ ص ۲۱۷
- امام ابن العربی المالکی: "عارضة الاحوذی شرح جامع الترمذی" دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ، ج ۱ ص ۴۶۴
- امام شمس الدین، محمد بن یوسف کرمانی: "الکواکب الداری شرح البخاری" البھیة المصریہ، مصر ۱۳۶۵ھ، ج ۵ ص ۲۱۰
- "عمدة القاری" ج ۷ ص ۲۲۴
- (۲۲) القرآن "سورة هود" ۱۱: ۴۱
- (۲۳) القرآن "سورة القصص" ۲۸: ۱۷
- (۲۴) القرآن "سورة البقرة" ۲: ۲۱۶
- (۲۵) مرقاة المفاتیح، ج ۳ ص ۲۰۶
- (۲۶) شیخ خلیل احمد سہارنپوری: "بذل المجهود فی حل ابی دائود" دارلفکر بیروت س ن، ج ۷ ص ۳۹۶
- (۲۷) العقیلى، حافظ محمد بن عمرو العقیلى: "الضعفاء الكبير" دارالکتب العلمیہ، بیروت س ن، ج ۴ ص ۴۵۲
- (۲۸) فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۸۶
- (۲۹) فتح الباری، ج ۱۱ ص ۱۸۶
- (۳۰) شرح الكرمانی، ج ۲۲ ص ۱۶۹
- (۳۱) شیخ حسن شرنبلانی: "مراقی الفلاح شرح نور الايضاح" دارالکتب العربیہ، مصر س ن، ص ۷۳
- (۳۲) نیل الاوطار، ج ۳ ص ۸۴
- (۳۳) نیل الاوطار، ج ۳ ص ۸۴
- (۳۴) الھیثمی، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر (۸۰۷ھ)، "موارد الضمان الی زوائد ابن حبان" السلفية، مصر س ن، ص ۷۷
- (۳۵) ارشاد الساری، ج ۹ ص ۲۱۷